دکتر سعید بزرگ بیگد لی

ترجمہ: ڈاکٹر گوہر نوشاہی

مشرق و مغرب کے ثقافتی روابط اور کلام اقبال میں ان کا عکس

مختلف ثقافتوں کو زیر بحث لاتے ہوئے مشرق کے ایک صاحب نظر نے جس کی فہم و فراست نے دنیا کے حکمرانوں کو کشور کشائی کا مفہوم دیا ہے ارباب بست و کشاد کو از سر نو اس موضوع کی طرف متوجہ کیا ہے۔ یوں دنیا کے تمام صاحبان فکر اور ترقی یافتہ ممالک کے لوگ خاص طور پر اہل یورپ مشرق زمین کی تہذیب و ثقافت کی طرف دوبارہ راغب ہونے لگے ہیں۔ اس طرح کہ اقوام متحدہ جو دنیا میں صلح و امن کا نمائندہ ادارہ ہے اس نے بھی آئندہ عیسوی سال کو ثقافتوں پر بحث و مباحثے کا سال قرار دے دیا ہے۔ یہ مہم ایک لحاظ سے مشرق کی معنوی قوت کی آئینہ دار ہے جس نے ثقافت جیسے آبدار موتی کو اپنی آغوش میں پال کر آج کی دنیا کو درپیش اہم ترین سوال کا جواب مہیا کیا ہے، اسی بات کے پیش نظر راقم الحروف نے اسی موضوع کو اپناتے ہوئے سوچا کہ اپنی بساط کے مطابق اس بحث میں جو کہ ہر چند ایک فکری موضوع ہے لیکن اس کا تعلق ہر آزاد انسان کے باطن سے ہی ہے، حصہ لیا جائے۔ ایک مدت سے میں سوچ رہا تھا کہ ثقافتوں پر گفتگو ادبیات فارسی اور اس کے نامور اہل قلم کے حوالے سے کی جائے جن کے افکار کا موضوع ثقافتوں کا سراغ اور تحقیق تھا۔

اس ضرورت کے لیے جب بزرگان ادب فارسی کے سرمائے کی چھان بین کی تو اندازہ ہوا کہ زمان، مکان اور تاریخی سیاق و سباق میں سب سے مناسب اور قابلِ توجہ کلام ستارۂ مشرق علامہ اقبال لاہوری کا ہے لہذا اقبال کے فارسی کلام اور اردو کلام کے

تجزیے سے ثقافتوں کے حوالے سے افکار اقبال کا مطالعہ کیا۔ ضروری ہے کہ ابتدا ہی میں اس نکتے کی طرف اشارہ کر دیا جائے کہ یہاں ثقافت سے مراد تعلیم اور ثقافت دونوں ہیں۔ ایک مجموعی احساس کے مطابق ثقافت کا مطلب کسی معاشرے کو ورثے میں ملنے والی روایات اور اس میں موجود معنوی سرمایہ ہے چنانچہ ثقافتوں پر گفتگو تہذیب اور تمدن دونوں معانی میں کارآمد ہوتی ہے اور ہم اس گفتگو کو اسی تناظر میں آگے بڑھائیں گے۔

اقبال کا دور ایک ایسا عہد ہے جس میں دنیا کے اندر بے شمار واقعات رونما ہوئے۔ اقبال کے عہد حیات یعنی انیسویں صدی کے نصف دوم اور بیسویں صدی کے نصف اول کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر پر انگریزوں کا قبضہ جو بتدریج مشرق بعید میں چین تک پھیل گیا، قابل ذکر واقعات میں سے ایک ہے۔ اسی طرح چین جیسی وسیع و عریض سلطنت بھی جنگ تریاق میں چینیوں کی شکست کے بعد انگریزوں کے تسلط میں آگئی۔ سلطان عبدالحمید کا زوال، جو اتحاد بین المسلمین اور خلافت اسلامی کے محرک اور آرزومند تھے۔ اٹلی کا طرابلس پر حملہ، ایران میں مشروطہ خواہی کی تحریک، فاتح اتحادیوں کا پہلی جنگ عظیم میں ترکی پر حملہ اور شدت آمیز انتقام، روس میں انقلاب اکتوبر اور اسی قسم کے دیگر واقعات جو اس پرآشوب دور کی یاد دلاتے ہیں جس کے بعد دنیا کے نقشے پر دو بڑی طاقتیں نمودار ہوئیں اور انھوں نے پوری دنیا کو اقتصادی اعتبار سے سرمایہ داری اور کمیونزم جیسے دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔

اقبال جیسی حساس شخصیت ان واقعات سے متاثر ہوئے بغیر کیسے رہ سکتی تھی، چنانچہ یہ واقعات جو بنی نوع انسان کی قسمتوں کے لیے فیصلہ کن تھے، اور بالخصوص ایسے واقعات جو براہ راست مسلمانوں کی سرنوشت سے تعلق رکھتے تھے، ان کے کلام میں پوری آب و تاب کے ساتھ منعکس ہوتے ہیں۔

اقبال ایسے واقعات سے جو مسلمان قوم میں رونما ہوئے ہیں خاص طور پر متاثر ہوئے ہیں اور اپنے استاد کے ذریعے ان سے اور حتی کہ مسلمان ممالک کے فرمانرواؤں

Scanned by CamScanner

سے بھی مخاطب ہوتے ہیں تا کہ اس پر آشوب دور میں دین کی عظمت اور اسلامی ممالک کی پائیداری کی محافظت کریں، اقبال باوجود اس کے کہ دنیا کے مختلف علوم اور فکر و دانش سے آگاہ تھے اور انگریزی اور اردو میں نثر بھی لکھتے تھے اور شعر بھی کہتے تھے اور اردو میں بھی ان کا کافی مقدار میں کلام موجود ہے، اپنے آپ کو جس کا پابند سمجھتے تھے وہ فارسی زبان تھی جس میں وہ اپنے ارفع خیالات کا اظہار زیادہ مناسب گردانتے تھے۔ انھوں نے اپنے بلند پایہ افکار کو فارسی زبان میں ڈھالا اور انھیں یادگار اور جاوداں بنا دیا یہ ایک وسیلہ تھا جس سے وہ اپنے مخاطب لوگوں کے قلب و روح سے ارتباط پیدا کر سکتے تھے۔ انھیں ایسے لوگوں سے شکایت ہے جو انھیں محض شاعر سمجھتے ہوں۔

اقبال اپنے کلام اور بالخصوص فارسی اشعار میں مشرق و مغرب کے ضمن میں ایسے نکات بیان کرتے ہیں جو ثقافت کے بارے میں ان کے نظریات کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ایسے مقامات سے قطع نظر اس کے معنی مراد ہیں باقی مواقع پر مغرب کی خصوصیات کا ذکر ہے۔ البتہ مغرب کو کبھی مغرب، کبھی فرنگ یا افرنگ، کبھی یورپ، اور مشرق کے لیے کبھی مشرق و مغرب، کبھی خاورِ خاوران اور کبھی ایشیا کی اصطلاحیں استعمال ہوئی ہیں۔ خصوصیات جو مغرب سے وابستہ کی گئی ہیں عبارت ہیں، غرور، مستی، چالبازی، انسانی ذمہ داریوں پر عمل نہ کرنا، مادی زندگی کی نشو و نما اور ایسی بیماری جس کا علاج ممکن نہیں۔ یورپ ایسا جنگجو ہے جس کے ہاتھ میں تلوار ہے لیکن وہ اسے نیام سے نکالنے سے پہلے ہی مسلمانوں کے دین کے خلاف استعمال کرتا ہے اور ان کے درمیان تفرقہ پیدا کر دیتا ہے۔ تعقل پسندی، جادوگری، فنکاری اور حقیقت سے گریز پا ہوشیاری سے دنیا میں ان کا جینا محال کر دیتا ہے، البتہ وہ خصوصیات جو اقبال نے مشرق کے لیے بیان کی ہیں، دنیا کی پرواہ کیے بغیر حق کی طرف مائل ہونا، مغرب کی تقلید، متمدن روایات کا امین ہونے کے باوجود مغرب کے دام تجدد میں پھنس کر اپنے آپ کو بھلا دینا، آوارگی، غربت، باہمی اختلاف و نفاق، معنو...

ضعف سے عبارت ہیں۔

اقبال مشرق اور مغرب دونوں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اور ان کی کمزوریوں پر انتقاد کے دوران اپنے نصب العین کو نہ تو مشرق میں پاتے ہیں اور نہ مغرب میں البتہ ایسی حالت میں جبکہ مغرب اپنی طاقت کے غرور میں مشرق کو جارحیت کا نشانہ بناتا ہے اور اپنی درندہ خصلتی کو انتہا تک لے جاتا ہے تو اقبال اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ مشرق کو ہوشیار کریں تاکہ وہ اس جارحیت کے خلاف نبرد آزما ہو سکے۔

اقبال مشرق اور مغرب کو بالکل الگ الگ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک کثرت اور دوسرا قلت کا بیمار ہے اور یہ بیماری باعث ہوئی ہے کہ ایک دوسرے کے ہاتھوں قربان ہو جائے۔ اگرچہ جو قربان کر رہا ہے وہ بھی اپنے افکار و میلانات کی پیروی کو ترک نہیں کرتا اور یقیناً وہ بھی ایک ایسے جال میں پھنس جاتا ہے جو اس نے دوسروں کے لیے پھیلایا ہوتا ہے۔ اسی کا نتیجہ وہ ہولناک جنگ ہے جو دوسری جنگ عظیم کی صورت میں مغرب کے سامنے آئی اور مغرب اپنی بے عقلی کی جلائی ہوئی آگ پر قربان ہو گیا۔

اقبال اس اختلاف کو اپنی گہری بصیرت سے انبیا اور اہل ہدایت کی راہ سے دوری تصور کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں انبیا نے انسانوں کی ہدایت فرمائی ہے اور انھیں ساتھ لے کر ثقافتوں کی روح کو دریافت کیا ہے لیکن جب انسان گمراہ ہو کر ہدایت الٰہی سے محروم ہو گئے تو اس کے نتیجے میں وہ نہ صرف جادہ حق سے محروم ہوئے بلکہ وہ ادھر ادھر بکھر کر خونریز جنگوں کا سبب بھی بنے ہیں۔ چنانچہ اقبال کی نظر میں انسان کو سعادت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ اپنی جبلت کی طرف راغب ہوتا ہے جو جلوۂ الٰہی کی امین ہے۔ عداوتوں کے رنگ پھیکے پڑ چکے ہیں۔ بشری اور روحانی ماحول میں بنی نوع انسان صلح جوئی اور ہم آہنگی کی طرف راغب ہے اور انسانی ارتقاء کے مقاصد حاصل کر رہی ہے۔ شاید اب زندگی غیر انسانی اقدام کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ مختلف ثقافتوں پر گفتگو جو آج کل تمام دنیا کا پسندیدہ موضوع ہے، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ مختلف اقوام اور معاشرے

اپنے مسائل اور مشکلات کو گفت وشنید اور منطقی ذرائع سے حل کریں اور صرف اس لحاظ سے کہ ایک ملک کے وسائل دوسرے سے زیادہ ہیں۔ اپنے نظریات دوسروں پر مسلط نہ کریں، وسائل زندگی مستحق لوگوں کو فراہم کریں، تمام انسانوں کو برابر سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کریں۔ ان کے ہتھیار بنی نوع انسان کی حفاظت اور ان کی ثقافتوں کے تحفظ کے لیے ہیں اور بنیادی طور پر ثقافتوں کی گفتگو میں یہ پہلا قدم ہونا چاہیے ورنہ مدتوں سے انسانیت درد و رنج میں مبتلا ہے اور ثقافتوں پر گفت وشنید سے محروم جس کا نتیجہ دو عالمی جنگوں کی صورت میں سامنے آچکا ہے جن میں کروڑوں انسان ہلاک اور آپس کی کئی دیگر جنگوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔

یہ سب کچھ درندگی اور حیوانیت کے علاوہ کیا ہے؟ یہ اس کے سوا کیا ہے کہ انسان اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ہی نسل کا خون بہائے لیکن بالآخر آپس میں مکالمے اور گفتگو کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ آج انسان اکیسویں صدی کی دہلیز پر کھڑا انہی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے۔ دنیا کی عظیم ثقافتوں کا مطالعہ اس بات کا شاہد ہے کہ علوم کا راستہ سنٹرل ایشیا سے یونان، وہاں سے روم اور زوال روم کے بعد اسلام کی طرف اور اسلام میں طاقت کے انحطاط کے بعد یورپ کی جانب گیا اور جب بھی یہ دھارا یورپ میں زوال آمادہ ہوا، دوبارہ اس کا رخ مشرق کی طرف ہو جائے گا۔ مصر، یونان، ایران، روم اور اسی طرح کے دوسرے ممالک کی ثقافتیں اس بات کی آئینہ دار ہیں کہ ثقافت کی روایت بہت پرانی ہے اور جن ممالک نے آج متمدن ہو کر مادی ترقی حاصل کی ہے وہی صرف اہل ثقافت نہیں ہیں، بلکہ ان کی موجودہ ثقافتوں کا منبع قدیم ثقافتوں میں پوشیدہ ہے۔

مختصر یہ کہ انسان نے تاریخ کے مختلف ادوار میں دنیا کے مختلف حصوں میں ثقافتوں کو جنم دیا اور اسی مناسبت سے ضروری ہے کہ تمام انسان اپنی خود گمان نسلی برتری کو نظر انداز کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو اجتماعی انسانیت کا حصہ قرار دیتے ہوئے دور حاضر کی مشکلات کو اپنے فکر و ادراک کی طاقت سے حل کریں۔ اس کے لیے لازمی ہے کہ

Scanned by CamScanner

ایسا طریقہ اپنایا جائے جس میں ایک دوسرے کے کام میں بے جامداخلت اور نئے ورلڈ آرڈر کے لیے جارحیت کی بجائے دنیا کے صاحبان عقل و بینش نیک دلی سے انسانیت کی خدمت کریں اور اسی چیز کو اقبال اپنے کلام میں انسانیت کے احترام مشرق و مغرب کے درمیان زندگی بخش مکالمے سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ مشرق و مغرب دونوں مساوی انسانی اقدار کے امین اور خالق کائنات کی مخلوق ہیں اور ایک دوسرے پر انحصار بھی کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner